

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات کی روشنی میں

از جناب ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی
پروفیسر شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی

یمن کو سرزمین عرب کے دیگر علاقوں کے مقابلہ میں ہمیشہ سے ایک امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے یہ اپنی خوشحالی شادابی، زرخیزی اور منظم و مستحکم نظام حکمرانی کی وجہ سے مشہور رہا ہے، بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے، کہ ایک زمانہ میں اہل یمن نے اتنی ترقی کر لی تھی کہ ان کا اقتدار ایران تک وسیع ہو گیا تھا، بلکہ سمرقند کی وجہ تسمیہ ہی یہ بیان کیجاتی ہے کہ یمن کے بادشاہ شمر نے اسے کھدوا کر برباد کر دیا تھا اس لیے اسے ایرانی سمرقند کہنے لگے، جو بعد میں معرب ہو کر سمرقند بن گیا (۱)۔

خود قرآن مجید نے یمن کی متعدد تہذیبوں کا ذکر کیا ہے مملکت سبا اور تباعہ کا ذکر قرآن مجید میں متعدد جگہ آیا ہے، یمن میں معینی، سبائی، حمیری سلطنتیں قائم ہوئیں، جو دنیاوی ترقی کے اعتبار سے انتہائی ترقی یافتہ تہذیبوں میں شمار کی جاتی تھیں لیکن قوموں کے عروج و زوال کے قانون کے تحت آج یہ تہذیبیں صفحہ ہستی سے ناپود ہیں اور اہل بصیرت کے لیے سامان عبرت ہیں۔

یمن کے حدود اربعہ:

قدیم یمن کے حدود اربعہ کے بارے میں عرب اور یونانی و لاطینی جغرافیہ دانوں کی آراء میں

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

خاصا اختلاف ہے۔

یونانی ولاطینی جغرافیہ دان سرزمین عرب کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کر کے ان کے درج ذیل نام تجویز کرتے ہیں: ۱۔ العربیۃ السعیدۃ۔ ۲۔ العربیۃ الصحراویۃ۔ ۳۔ العربیۃ الحجریۃ۔ العربیۃ السعیدۃ کو وہ یمن کا نام دیتے ہیں اور حد بندی کرتے ہوئے اس کی سرحد مشرق میں خلیج عجم، مغرب میں بحر احمر، شمال میں صحرائے شام، و عراق اور جنوب میں بحر احمر بیان کرتے ہیں (۲)۔

العربیۃ الصحراویۃ سے مراد ان کی شام و عراق کا درمیانی علاقہ ہے۔ اور العربیۃ الحجریۃ سے مراد جزیرہ نمائینائی ہے۔

اس سے بالمقابل عرب جغرافیہ دانوں نے جزیرۃ العرب کے حدود اربعہ بیان کرتے ہوئے یونانیوں کے صحرائے اور تجری عربیہ کو عرب سے خارج شمار کیا ہے۔ اور جزیرۃ العرب کو درج ذیل پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے: (۱) حجاز (۲) نجد (۳) تہامہ (۴) یمن (۵) عروض۔

حدود یمن:

سرزمین یمن کے حدود کیا تھے اس بارے میں عرب جغرافیہ دانوں سے مختلف آراء منقول

ہیں:

علامہ اصمعی یمن کے حدود اربعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یمن اور وہ علاقہ جن پر یہ مشتمل ہے۔ عرب سے نجران تک پھیلا ہوا ہے، اور پھر بحر عرب سے مڑتے ہوئے عدن، شجر اور عمان کو طے کرتے ہوئے یمن پر جا کر ختم ہوتا ہے (۳)۔

تاریخ یعقوبی میں یمن کے بارے میں کہا گیا ہے، کہ اس سے مراد جزیرۃ العرب کا جنوبی مشرقی حصہ ہے جو چوراسی مخالف (۴) پر مشتمل تھا (۵)۔

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

اسی طرح علامہ زبیدی مرصدا لاطلاع کے حوالہ سے ناقل ہیں، کہ یمن تین ولایات پر مشتمل ہی چند اور اس کے مخالفین صنعاء اور اس کے مخالفین حضرموت اور اس کے مخالفین (۶)۔

یمن کی وجہ تسمیہ:

یمن کو یمن کیوں کہا جاتا ہے اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی جانب یہ قول منسوب ہے، عرب متفرق علاقوں میں بٹ گئے، ان میں جو دائیں طرف گئے ان کے علاقہ کو یمن کے نام موسوم کیا جانے لگا۔ (۷)۔

ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب مکہ میں کثرت آبادی کی وجہ سے رہنا دو بھر ہو گیا تو لوگوں نے وہاں سے نقل مکانی شروع کی، ان میں جو لوگ دائیں جانب گئے ان کے علاقہ کو یمن کہا جانے لگا۔

یمن کا نظام حکومت:

جزیرۃ العرب کے دیگر علاقوں کے مقابلے میں، کا نظام حکومت انتہائی منظم اور مربوط تھا، آج کل کے قبضوں، ضلعوں اور صوبوں کی طرح یمن کے علاقوں کو بھی مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ان کے جداگانہ نام رکھے جاتے تھے، وہاں کی سب سے چھوٹی اکائی محفد کھلاتی تھی جو عموماً قلعہ کی صورت میں تعمیر کی جاتی تھی اور اس قلعہ کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے گاؤں اور زرعی آراضی پھیلی ہوئی ہوتی تھی، محفد سے بڑا قصر کہلاتا تھا، قصر کی صورت ایسی بستیوں کی تھی جہاں فوجی چھاؤنیاں اور قلعے بڑی تعداد میں تعمیر کئے جاتے تھے۔ ان میں تلحد اراقامت گزیریں ہوتا تھا، محفد اور قصر کے نگران کو ذو کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، اور جس قلعہ میں اس کی رہائش ہوتی اسے کے نام سے اس کی نسبت کی جاتی تھی، جیسے ذو ہمدان، ذو معافر وغیرہ۔

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

بسا اوقات چند مخالف کو ملا کر ایک امیر کی زیر تولیت دے دیا جاتا، اور اس کا نام مخالف رکھا جاتا، ایسے علاقوں کے حاکم کو قیل کا لقب دیا جاتا، جس کی جمع اقیال اور اقوال دونوں آتی ہیں یہ سارے اقیال ایک مرکزی فرمانروا کے تحت ہوتے تھے، اس مرکزی فرمانروا کا بھی ایک بڑا قلعہ ہوتا تھا (۸)۔

آنحضرت ﷺ کے عہد مسعود تک اذد اور اقیال کا یہ نظام بدستور موجود تھا، البتہ آپ کی ولادت سے تقریباً ۵۰ برس قبل سنہ ۵۲۵ھ میں یمنیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تھا، اور حبشہ کے عیسائیوں نے یمن پر قبضہ کر لیا تھا، اور یہی وہ دور ہے جب وہاں عیسائیت کو فروغ حاصل ہوا، آنحضرت ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد یمن کے مشہور حمیری خاندان کے ایک فرد سیف بن ذی یزن نے ایرانیوں کی مدد سے اپنا اقتدار دوبارہ بحال کر لیا (۹) اور اس کے نتیجے میں اہل یمن فارس کے بادشاہ کسری کے باجگزار ہو گئے، اور یمن کی نگرانی کے لیے ایرانی گورنر نامزد کئے جانے لگے، لیکن سیف بن ذی یزن کا اقتدار بھی زیادہ عرصہ نہ چل سکا اور ولادت نبوی ﷺ کے کچھ ہی عرصہ بعد خاندان حمیر کی مرکزی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، اور یمن طوائف الملوکی کا شکار ہو کر مختلف علاقوں میں تقسیم ہو گیا اور سیاسی قوت درج ذیل چار عناصر میں بٹ گئی۔

۱۔ ایرانی گورنر اور ان کے ذیلی حکام جن کو امناء کہا جاتا تھا۔

۲۔ مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے اذوار اور اقیال جو اپنے قبیلوں اور علاقوں میں اثر و نفوذ رکھتے

تھے۔

۳۔ عیسائی پادری اور راہب جو نصرانیت کے پھیل جانے کے سبب خاص امتیازی حیثیت کے حامل

تھے۔

۴۔ سرداران قبائل جن کا اپنے قبیلوں میں اقتدار تھا۔

آنحضرت ﷺ نے دعوت اسلامی کے توسیعی مرحلہ میں جب عرب کے دیگر علاقوں میں

وفود اور سفراء بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا تو یمن کے مذکورہ چار عناصر سے علیحدہ علیحدہ رابطہ قائم کیا، اور ان

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

میں سے ہر گروہ کو بذریعہ خطوط، سفراء اور دیگر ذرائع سے اسلام کی دعوت پہنچائی جس کی تفصیل آپ آگے پڑھیں گے۔

یمن میں اشاعت اسلام

جہاں تک یمن میں دعوت اسلامی کا تعلق ہے تو اس کا آغاز آنحضرت ﷺ کی بعثت کے متصل ہی ہو گیا تھا، اہل یمن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے غیر معمولی حکمت اور صلاحیت و ودیعت فرمائی تھی، آنحضرت ﷺ نے انکی دانائی حکمت اور ایمان کی تعریف فرمائی ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے اہل یمن کی تعریف و توصیف میں یہ حدیث مروی ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، یہ نرم دل اور نرم خو ہیں اور ایمان تو اہل یمن کا ہے، اور حکمت اور دانائی یمن کا وصف ہے (۱۰)۔

حقیقت، عیسائیت اور یہودیت کے سبب وہ نظام وحی و اصلاح سے نہ صرف آشنا تھے، بلکہ ایک نبی موعود کے منتظر بھی تھے، چنانچہ علامہ ابن کثیر نے ابو بکر محمد بن جعفر بن سہل الخراطی کی کتاب ہوائف الجان کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ سیف بن ذی یزن نے جب حبشیوں پر فتح پائی تو قریش کا ایک وفد جس میں آنحضرت ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب بھی شامل تھے، مبارک باد کے لئے یمن روانہ ہوا، اس موقع پر سیف بن ذی یزن نے حضرت عبدالمطلب کو آنحضرت ﷺ کی بعثت کی بشارت دی تھی (۱۱)۔

یمن میں جو قبائل آباد تھے، ان میں ازدمیر، کندہ، مذحج، بنو حارث، دوس اشعر، اور ہمدان خاص طور پر قابل ذکر ہیں، خود آنحضرت ﷺ سے جب ایک مرتبہ سہا کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ سب کیا ہے کسی سرزمین کا نام ہے یا کسی عورت کا، آپ نے فرمایا نہ تو یہ کسی سرزمین کا نام ہے، اور نہ ہی کسی عورت کا، بلکہ وہ عرب کا ایک شخص تھا جس کے دس لڑکے ہوئے، ان میں چھ یمن میں رہ گئے اور چار شامی ہو گئے، جو شام چلے گئے ان کے نام اٹم، جذام، غسان اور عاملہ ہیں، اور جو یمن میں رہے، ان میں ازد، اشعری، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار ہیں، اس شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! نماز کون ہیں، آپ نے فرمایا وہ لوگ جن میں نخعم اور سجیلہ میں (۱۲)۔

مکہ مکرمہ شروع سے اہل عرب کا روحانی و تجارتی مرکز رہا ہے، کعبۃ اللہ کی وجہ سے وہ مرجع خلائق تھا، اشہر حرام میں حج اور دیگر مقاصد کے لیے اطراف عرب سے قافلے در قافلے مکہ مکرمہ آتے، ان میں یمن کے متعدد قافلے بھی شامل ہوتے، آنحضرت ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ اس موقع پر ایک ایک قبیلہ کے پاس بنفس نفیس تشریف لے جاتے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے، علامہ ابن سعد نے تحریر کیا ہے کہ بعثت نبوی ﷺ کے چوتھے سال سے ہی آپ عکاظ، جندہ، ذوالحجاز اور منی وغیرہ میں تشریف لے جاتے، اور وہاں مختلف قبائل کے وفد سے ملاقات کر کے ان تک اسلام کا پیغام پہنچاتے (۱۳)، آپ کا یہ معمول ہجرت مدینہ تک جاری رہا، اور آپ کی ان کوششوں کے نتیجے میں یمن کے متعدد افراد نے مکہ میں اسلام قبول کیا، ان میں حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ (۱۴)، حضرت عمار بن یاسرؓ (۱۵)، اور حضرت طفیل بن عمرو دوسی (۱۶) خاص طور پر قابل ذکر ہیں، حضرت طفیل بن عمیر دوسی کا شمار عرب کے مشہور شعراء میں تھا، قریش کی پوری کوشش رہی کہ آنحضرت ﷺ کا ان سے اتصال نہ ہونے پائے لیکن ان کی تدبیریں ناکام ہوئیں، اور یہ نور ہدایت سے سرفراز ہو کر اپنے قبیلہ میں واپس ہوئے۔

صلح حدیبیہ کے بعد جب آنحضرت ﷺ کو اہل مکہ سے فراغت ہوئی تو آپ نے ماہ ذی الحجہ سنہ ۶ ہجری میں مختلف سلاطین کو اسلام کی دعوت کے خطوط روانہ فرمائے، اسی ذیل میں ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو بھی حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی کے ہاتھ ایک خط ارسال کیا، جسے اس نے اپنی

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

تو یمن گردانتے ہوئے چاک کر دیا، اور یمن میں متعین اپنے گورنر باذان ابن ساسان بن بلاش کو حکم دیا کہ اس مدعی نبوت کے حالات معلوم کرنے کے لیے دو آدمی مدینہ روانہ کئے جائیں، چنانچہ اس کی تفصیلات تحریر کرتے ہوئے علامہ ابن سعد رقمطراز ہیں:

کسری نے اپنے یمن کے عامل باذان کو لکھا کہ اپنے ہاں سے دو مضبوط آدمی اس شخص کے حالات معلوم کرنے کے لیے حجاز بھیجے جائیں، جو اس کی خبر لے کر آئیں، چنانچہ باذان نے قہرمان اور ایک شخص کو ایک خط دیکر بھیجا، یہ دونوں مدینہ آئے اور باذان کا خط نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، حضور ﷺ مسکرائے اور ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی، اس وقت مارے رعب کے ان کے شانے لرز رہے تھے، فرمایا کہ آج تو تم لوٹ جاؤ کل آنا ہے میں تمہیں اپنے ارادہ سے مطلع کروں گا، چنانچہ یہ دو سرے دن حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا اپنے مالک کو جا کر بتادو کہ میرے رب نے تمہارے آقا کسری کو اس شب سات گھنٹی قبل ہلاک کر دیا ہے، اور یہ منگل ۱۰ جمادی الاولیٰ سے بھ کا واقعہ ہے، اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے کسری پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا ہے، جس نے اس کو قتل کر دیا، چنانچہ یہ دونوں باذان کے پاس واپس لوٹ گئے، اور وہ مع دیگر فرزندان یمن کے اسلام لے آیا (۱۷)۔

اس طرح اس سفارت سے یہ بدنصیب خسرو تو کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا بلکہ نامہ مبارک چاک کر کے وہ قہر لہی کا مستحق ہوا، لیکن یہ مکتوب یمن کے ایرانی گورنر اور دیگر حکام کے لیے دعوت اسلامی کا ایک ذریعہ بن گیا، اور وہ اپنے سفراء کی زبانی آنحضرت ﷺ کے حالات اور آپ ﷺ کی پیشگوئی سن کر اسلام لے آئے۔

حضور ﷺ نے باذان بن ساسان بن بلاش کو یمن کی گورنری کے منصب پر بدستور بحال رکھا، اس طرح عجمی حکمرانوں میں ان کو پہلے مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہوا، ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شہر بن باذان صنعاء اور یمن کے دیگر اضلاع کے گورنر مقرر ہوئے (۱۸)۔

شاہان حمیر کا قبول اسلام

آنحضرت ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد ہی شاہان حمیر نے یمن سے حبشیوں کو نکال باہر کیا تھا، اور فارس کے بادشاہ خسرو کی مدد سے اپنی حکومت دوبارہ قائم کر لی تھی، اس سلسلہ کا آخری تاجدار سیف بن ذی یزن تھا، لیکن سیف کا اقتدار بھی زیادہ عرصہ نہیں چل سکا، اور وہ حبشی خادموں کے ہاتھوں مارا گیا، اس کی موت کے ساتھ ہی خاندان حمیر کی مرکزی بادشاہت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا، اور وہاں کسی ایک فرمانروا کی حکمرانی قائم نہ رہی ہر علاقے کے حمیری حکمران اور ازواء اقبال نے خود مختاری کا دعویٰ کر کے اپنا اثر و رسوخ قائم کر لیا، اور اس طرح طوائف الملوک کی ایک سلسلہ شروع ہو گیا (۱۹)۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے جب دعوت اسلامی کے سلسلہ میں خطوط ارسال فرمائے تو ملوک

حمیر کے نام بھی متعدد خطوط بھیجے ان میں درج ذیل ملوک حمیر اور قبائل خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

۱۔ حارث مسروح نعیم بن عبدکلال، ان سب کو ایک خط تحریر کیا گیا (۲۰)۔

۲۔ زرعد بن سیف ذی یزن (۲۱)۔

۳۔ عبدالعزیز بن سیف ذی یزن (۲۲)۔

۴۔ شرحبیل بن عبدکلال (۲۳)۔

۵۔ مالک ذی یزن (۲۴)۔

۶۔ عریب بن عبدکلال الحمیری (۲۵)۔

۷۔ عمیر ذومران (۲۶)۔

۸۔ نعمان قیل ذی رعین (۲۷)۔

۹۔ حجر ذی اعین (۲۸)۔

۱۰۔ بنوعمر بن حمیر (۲۹)۔

۱۱۔ قہد۔ حمیر کا ایک قبیلہ

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

۱۲۔ حوشب بن طغیہ او طلحہ الحمیری المعروف بذي ظلع (۳۰)۔

۱۳۔ ذوالکلاع بن ناکور بن حبیب بن حسان بن تبع (۳۱)۔

اس فہرست میں جن ملوک حمیر کے خطوط کتب تاریخ و سیر میں موجود ہیں، ان میں نمایاں ترین افراد حضرت حارثؓ، حضرت مسروحؓ، حضرت نعیمؓ بن عبدکلال ہیں، آنحضرت ﷺ نے دعوت اسلامی کے سلسلہ میں ان پر خصوصی توجہ مرحمت فرمائی تھی، اور سفیر دربار نبوی ﷺ حضرت عیاشؓ بن ربیعہ کے ذریعہ بطور خاص ایک خط ان کے نام ارسال فرمایا تھا، جس کا متن درج ذیل ہے:

الی الحارث و مسروح و نعیم ابن عبد کلال من حمیر سلم انتم ما امنتم
بالله ورسوله وان الله وحده لا شريك له بعثت موسى باياته وخلق عيسى بكلمته
قالت اليهود عزيز ابن الله، وقالت النصارى اله ثالث ثلاثة عيسى ابن الله
(۳۲)۔

حارث مسروح، نعیم بن عبدکلال شاہان حمیر کے نام، تم سلامت رہو جب تک تمہارا اللہ اور
اس کے رسول پر ایمان ہو، اللہ وحدہ لا شریک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات کے ساتھ مبعوث
کیا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا، یہود نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا، اور
نصاری کہنے لگے کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے، اور حضرت عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کو ان حضرات کی سلامت روی پر پورا مطمئن تھا اس لیے آپ نے ان کو
نہایت حکمت کے ساتھ اسلام کی تلقین فرمائی، اور نصرانیت و یہودیت، تثلیث اور انیسیت کی جو خرابی ان
میں درآئی تھی، اس کی صاف وضاحت فرمادی۔

پھر دیگر سفراء کے برعکس حضرت عیاش بن ربیعہؓ کو سرزمین حمیر میں داخلہ اور سفارت کے
خصوصی آداب سکھائے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ ان کی سرزمین میں رات کو داخل نہ ہوں۔

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

۲۔ خوب اچھی طرح پاک صاف ہو کر جائیں۔

۳۔ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعا کریں۔

۴۔ اعوذ باللہ کا ورد کرتے ہوئے آپ کا والا نامہ دائیں ہاتھ میں لیکر دائیں ہاتھ سے ان کے

دائیں ہاتھ میں دیں۔

۵۔ سورہ بینہ پڑھ کر سنائیں (۳۳)۔

اس کے علاوہ بھی دیگر ہدایات دی گئیں، ان حضرات نے آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے فوراً اسلام قبول کر لیا، اور اس سلسلہ میں ایک عہد نامہ تحریر کروا کر حضرت مالکؓ بن مرارہ الرہادی کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ارسال کیا آپ نے ان کے سفیر کا غایت درجہ اکرام کیا، اور حضرت بلالؓ کو خصوصی طور پر ان کی ضیافت پر مامور فرمایا۔ چنانچہ علامہ ابن سعد لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سفیر ملوک حمیر مالک بن مرارہ رہادی ان کا خط اور ان کے اسلام لانے کی اطلاع لیکر حاضر ہوئے یہ واقعہ ۹ رمضان کا ہے، آپ ﷺ نے حضرت بلال کو ان کی ضیافت اور اکرام پر مامور کیا (۳۴)۔

علاوہ ازیں جیسا کہ ہم نے سابق میں تحریر کیا ہے، حضور اقدس ﷺ نے نعمان قیل ذی رعیں و معافرو ہمدان اور زرعذی یزن کے نام بھی مکاتیب ارسال فرمائے تھے جس میں ان کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی، ان حضرات نے بھی حضرت مالکؓ بن مرارہ الرہادی کے ذریعہ اپنے اسلام لانے کی اطلاع حضور ﷺ کو بھجوائی تھی، چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے ان سب کے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد مزید تعلیمات اسلامی سے آگاہ ہی اور جزیہ و زکوٰۃ کی وصولیابی کے لیے ایک وفد تشکیل دے کر ان کی طرف روانہ کیا، اس وفد کا امیر حضرت معاذ بن جبلؓ کو مقرر کیا، مزید ارکان میں حضرت عبداللہ بن زید، مالک بن عبادہ، عقبہ بن نمر، مالک بن مرہ، اور دیگر افراد تھے، اس وفد کے ہمراہ آنحضرت ﷺ نے ایک مکتوب گرامی بھی ارسال فرمایا، جس میں زکوٰۃ جزیہ اور دیگر امور کے بارے میں تفصیلی

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

احکام تھے، نیز حضرت زرعہ بن سیف ذی یزن کو اس خط کے ذریعہ خصوصی تاکید کی گئی کہ وہ جزیرہ ذکوٰۃ کی وصولی کے سلسلہ میں اس وفد سے پورا پورا تعاون کریں اس مکتوب کا کچھ حصہ علامہ ابن سعد نے نقل کیا ہے جو درج ذیل ہے:

کتب رسول الله ﷺ الى الحارث بن عبدكلال والى نعيم بن عبدكلال والى النعمان قيل ذى رعين ومعاذ وهمدان اما بعد فاني احمد الله الذي لا اله الا هو اما بعد فانه قد وقع بنا رسولكم منقلبا من ارض الروم فبلغ ما ارسلتم وخبر عما قبلكم وانبانا باسلامكم وقتلكم المشركين فان الله تبارك تعالى قد هداكم بهداه ان صلحتم واطعتم الله ورسوله واقتمت الصلوة واتيتم الزكوة واعطيتم من المغنم خمس لله وخمس لنبيه وصفيه ومما كتب على المؤمنين من الصدقة (۳۵)۔

حضور ﷺ نے حارث بن عبدکلال، نعيم بن عبدکلال، نعمان قيل ذی رعين ومعاذ وهمدان کے نام تحریر فرمایا اما بعد! میں اس اللہ کے حمد و ثناء بیان کرتا ہوں جس کی سوا کوئی معبود نہیں، سرزمین روم سے واپسی کے بعد تمہارا قاصد آیا اور اس نے تمہارا پیغام پہنچایا، اور تمہاری کیفیت سے مطلع کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کے قتل کرنے کے بارے میں اطلاع دی، اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص ہدایت سے تم کو نوازا ہے، اگر تم راہ راست پر رہے، اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے رہے اور تم نماز قائم اور زکوٰۃ ادا کرتے رہے اور اپنے مال غنیمت میں سے اللہ اور اس کے رسول کا خمس پیغمبر کا منتخب کردہ ادا کرتے رہے اور جو کچھ مسلمانوں پر فرض ہے ادا کرتے رہے۔

طبقات ابن سعد کے مطبوعہ نسخہ میں اس مکتوب کا متن اسی قدر منقول ہے اور البدایہ والنہایہ میں اس کا متن بتام وکمال موجود ہے (۳۶)۔

حضور ﷺ کا ملوک حمیر سے مراسلت کا سلسلہ جاری رہتا تھا، اور خاص طور پر جب بھی

بین میں اشاعت اسلام کی ابتدا

کوئی وفد یمن روانہ ہوتا آپ ﷺ ان میں سے کسی نہ کسی کو خط روانہ فرماتے اس سلسلہ کا غالباً آخری اور سب سے زیادہ تفصیلی مکتوب حضرت شرحبیلؓ بن عبدکلال، حارث بن عبدکلال، نعیمؓ بن عبدکلال کے نام شوال یا ذی القعدہ ۱۰ھ میں روانہ کیا گیا، یہ خط حضرت عمرو بن ترمذؓ کے ہمراہ اس وقت بھیجا گیا جب ان کو یمن کے مشہور شہر نجران میں قبیلہ بنو حارث بن کعب کا والی اور معلم بنا کر بھیجا گیا تھا۔

اس مکتوب میں فرائض سنن اور دیات و صدقات کے بارے میں تفصیلی احکام تھے (۳۷) نجران میں عرب کا مشہور قبیلہ بنو حارث بن کعب بھی اقامت گزین تھا، اس قبیلہ کے بعض افراد نے عیسائیت قبول کر لی تھی، اور ان کا ایک مستقل پادری بھی تھا، نجران کے کلیسا کی تعمیر میں ان کا خاص حصہ تھا۔

ابتدا حضور اقدس ﷺ نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو تبلیغ اسلام کے لیے اساقفہ نجران کے پاس بھیجا لیکن یہ مہم کامیاب نہ ہو سکی، اور نصاریٰ نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا، اور حضرت مغیرہؓ کے سامنے اعتراضات پیش کرنے شروع کر دیے، چنانچہ ترمذی میں حضرت مغیرہؓ بن شعبہؓ سے منقول ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے پاس بھیجا تو وہاں کے لوگ مجھ سے کہنے لگے کیا تم قرآن مجید میں یا

اخت ہارون نہیں پڑھتے ہو حالانکہ موسیٰ و عیسیٰ کے درمیان کتنا بڑا فاصلہ ہے، میری سمجھ میں نہیں آیا، اس کا کیا جواب دوں، جب میں حضور ﷺ کے پاس واپس آیا تو میں نے ان کا یہ اعتراض آپ کی خدمت پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ان کو یہ جواب کیوں نہ دیا کہ وہ لوگ انبیاء اور صلحاء کے ناموں پر اپنا نام رکھا کرتے تھے (۳۸)۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اسقف نجران کے نام بطور خاص ایک مکتوب ارسال فرمایا جس کا متن درج ذیل ہے:

باسم الہ ابراہیم واسحاق و یعقوب من محمد النبی رسول اللہ الی

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

اسقف نجران اسلموا انتم فانی احمد الیکم الہ ابراہیم واسحاق ویعقوب اما
بعد فانی ادعوکم الی عبادۃ اللہ من عبادۃ العباد وادعوکم الی ولایۃ اللہ من
ولایۃ العباد۔ فان ابیتم فالجزیۃ، فان ابیتم اذنتکم بحرب والسلام (۳۹)۔

بنام خدا اے ابراہیم و اسحاق و یعقوب محمد نبی رسول خدا کی جانب سے نجران کے لاث پادری
کے نام تم اسلام لے آؤ میں تمہارے سامنے الہ ابراہیم و اسحاق و یعقوب کی حمد بیان کرتا ہوں اور حمد کے
بعد بندوں کی عبادت سے اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور بندوں کی حکمرانی سے ہٹا کر اللہ کی
حکمرانی کی دعوت دیتا ہوں، اگر تم کو یہ منظور نہیں تو جزیہ ادا کرو، اور اگر جزیہ بھی منظور نہیں تو لڑائی کے
لیے تیار ہو جاؤ، والسلام۔

اساقفہ یمن کے نام دعوت اسلامی کے خطوط

جہاں تک یمن کے پادریوں اور اساقفہ میں تبلیغ اسلام کا تعلق ہے تو ان کا بڑا مرکز یمن کا
مشہور ضلع نجران تھا یمن کے اضلاع میں نجران کو ایک اہم ضلع کی حیثیت حاصل تھی۔ علامہ یاقوت نجران
کے بارے میں رقمطراز ہیں:

نجران یمن کے مخالف میں سے ایک مخالف ہے جو مکہ کی سمت واقع ہے (۴۰)۔

اصحاب الاخذود کا مشہور واقعہ نجران ہی میں پیش آیا تھا، یہاں نصاریٰ کا ایک عظیم الشان
کلیسا تھا جس کو وہ نجران کا کعبہ کہتے تھے، یہ عرب میں عیسائیت کا بہت بڑا مرکز تھا، جسے نجران کے مشہور
قبیلہ بنو عبد المدان نے تعمیر کیا تھا، اور اس کلیسا پر ایک قبہ تین سو کھالوں سے گنبد کی شکل میں بنایا گیا
جو شخص اس کی حدود میں آجاتا اسے مامون سمجھا جاتا، مشہور جاہلی شاعر اشی کے درج ذیل اشعار اسی
کلیسا کے بارے میں ہیں:

وکعبۃ نجران حتم علیک حتی تنافی بابواہبا

یہن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

نزور یزیدا و عبد المسیح
وشاهدنا الورد والیا سمینا
وقیاهم خیر اربابها
والمسمعات بقصابها
وبریطنا دائم معمل
فای الثلاثة ازری بها (۴۱)

اس خط کی وصولیابی کے بعد اہل نجران کے پادریوں اور راہبوں کا ایک وفد مدینہ آیا، آنحضرت ﷺ سے ان لوگوں نے متعدد سوالات کئے جن کا آپ نے مسکت جواب دیا، مگر یہ لوگ اپنی کج بخشی پر قائم رہے، آخر آنحضرت ﷺ نے ان کو مباہلہ کی دعوت دی جس پر یہ ابتداء میں تیار ہو گئے، مگر بعد میں مشورہ کے بعد مباہلہ چھوڑ کر جزیہ پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ نجران کے عاقب اور سید حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ارادہ تھا کہ آپ سے مباہلہ کریں، پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ایسا مت سوچو خدا کی قسم اگر یہ واقعی نبی ہوئے، اور ہم نے ان سے مباہلہ کر لیا تو ہم اور ہمارے بعد آنے والی نسلیں کبھی فلاح نہ پائیں گی، پھر انہوں نے آپ سے عرض کیا ہم آپ کے مطالبات پورے کرنے پر راضی ہیں (۴۲)۔

ان کے جزیہ پر آمادگی کے بعد حضور ﷺ نے ان کو جو وثیقہ تحریر فرمایا وہ درج ذیل ہے:

هذا ما كتب محمد النبي الامي رسول الله لنجران ان كان عليهم
حكمة
فى كل ثمرة وفى كل صفراء وبيضاء ورقيق فافضل عليهم وتترك ذلك كله على
الفى حلة فى كل رجب الف حلة، وفى كل صفر الف حلة وذكر تمام الشروط
(۴۳)۔

یہ وہ تحریر ہے جو محمد نبی رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے لیے تحریر کی کہ یہ ان کے زیر فرمان رہیں گے زمینی پیداوار اور دینار و درہم اور غلاموں کے بارے میں یہ آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل کریں گے آپ نے ان پر مزید احسان فرمایا، اور سب کو چھوڑ کر دو ہزار حلقہ پر معاملہ کر لیا، رجب میں

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

ہزار حطے اور صفر میں ہزار حطے، اور اس قسم کی تمام شرائط ذکر کر دیں۔

اس مکتوب کے علاوہ حضور اقدس ﷺ نے اساقفہ کاہنوں اور راہبوں کے لیے ایک اور مکتوب بھی تحریر کروایا تھا اس مکتوب کا متن درج ذیل ہے:

وکتب رسول الله ﷺ لاسقف بنی الحارث بن كعب واساقفة نجران
وكهنتهم ومن تبعهم ورهبانهم ان لهم على ما تحت ايديهم من قليل وكثير ومن
بيعهم وصلواتهم ورهبانيتهم وجوار الله ورسوله لا يغير اسقف عن اسقفته،
ولا راهب عن رهبانته، ولا كاهن عن كهانته، ولا يغير حق من حقوقهم
ولا سلطانهم، ولا شيء مما كانوا عليه ما نصحوا او اصلحوا فيما عليهم غير
مثقلين بظلمهم ولا ظالمين وكتب المغيرة (۴۴)

حضور ﷺ نے اسقف بنی عبدالحارث ابن کعب و دیگر اساقفہ نجران کاہنوں اور ان کے
متبعین اور دیگر راہبوں کے لئے تحریر کیا جو کچھ ان کے قبضہ میں ہے کم یا زیادہ اور ان کی عبادت گاہیں
اور گرجا ان کے قبضے میں رہیں گے، اور وہ اپنی رهبانیت پر بدستور قائم رہیں گے، اور وہ اللہ اور اس کے
رسول کی پناہ میں رہیں گے کسی پادری کو اس کے منصب سے اور کسی راہب کو اس کی رهبانیت سے، اور
کسی کاہن کو اس کی کہانت سے معزول نہیں کیا جائیگا، ان کے حقوق اور اقتدار میں، اور جو کچھ وہ کرتے
چلے آئے ہیں اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوگا، جب تک کہ وہ خیر خواہی اور اصلاح میں۔

قبیلہ بنو حارث بن کعب کا قبول اسلام

اسی نجران میں بنو حارث بن کعب بن عبدالمدان نامی قبیلہ کا مرکز بھی تھا، یہ عرب کا مشہور
جنگجو قبیلہ تھا اس قبیلہ کے بعض افراد نے یہودیت اور عیسائیت بھی اختیار کر لی تھی۔

حضور اقدس ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دیگر قبائل کیساتھ قبیلہ بنو حارث بن کعب کو بھی دعوت

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

اسلام دی تھی، لیکن شرف اولیت انکی قسمت میں نہ تھا، اس لیے اس موقع پر یہ اسلام نہ لائے (۴۵) بعد میں ربیع الاول ۱۰ ہجری میں حضور اقدس ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو خاص اسی قبیلہ میں بغرض دعوت اسلام بھیجا اور آپ ﷺ کی تلقین سے سارا کا سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا، حضرت خالد بن ولید نے ان کے اسلام لانے کی اطلاع بذریعہ خط ان الفاظ میں تحریر کی:

لمحمد النبي رسول الله من خالد بن الوليد السلام عليك يا رسول الله
ورحمة الله وبركاته فاني احمد اليك الله الذي لا اله الا هو اما بعد يا رسول الله
صلى الله عليك فانك بعثتني الى بنى الحارث بن كعب وامرتني اذا اتيتهم ان لا
اقتلهم ثلاثة ايام وان ادعوهم الى الاسلام فان اسلموا قبلت منهم وعلمتهم معالم
الاسلام وكتاب الله وسنة نبيه وان لم يسلموا قاتلتهم، واني قدمت اليهم
فدعوتهم الى الاسلام ثلاثة ايام كما امرني رسول الله او بعثت فيهم ركبانا يا
بنى الحارث اسلموا فاسلموا ولم يقاتلوا وانا مقيم بين اظههم بما امرهم
الله به، وانهاهم عما نهاهم الله عنه، واعلمهم معالم الاسلام وسنة نبيه ﷺ
حتى يكتب الى رسول الله ﷺ والسلام عليك يا رسول الله ورحمة الله وبركاته
(۴۶)۔

محمد نبی رسول اللہ ﷺ کیلئے خالد بن الولید کی جانب سے یا رسول اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ میں آپ کے سامنے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اما بعد
یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے بنو حارث بن کعب میں بھیجا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ جب میں وہاں
پہنچوں تو ان سے تین روز تک جنگ نہ کروں اور ان کو اسلام کی دعوت دوں، اگر وہ اسلام لائیں تو انکے
اسلام قبول کروں اور انکو تعلیمات اسلامی قرآن و سنت نبوی ﷺ سے روشناس کر دوں، اور اگر اسلام
نہ لائیں تو ان سے جنگ کروں چنانچہ میں انکے یہاں پہنچا اور انکو تین دن تک اسلام کی دعوت دی، اور

یہن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

ہر چہ اطراف سوار دوڑائے اے بنو حارث اسلام لے آؤ تم محفوظ اور مامون رہو گے، چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور انہوں نے جنگ سے گریز کیا، اب میں ان کے یہاں مقیم ہوں اور اللہ کے اوامر و نواہی سنت نبوی اور شعائر اسلام کی تعلیم دے رہا ہوں تا آنکہ مزید آپ کی جانب سے نیا ہدایت نامہ آئے۔
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کے اس خط کے جواب میں حضور اقدس ﷺ نے ان کے نام ایک اور مکتوب تحریر فرمایا جس میں انکو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ بنو حارث کا ایک وفد تشکیل دیکر دربار رسالت میں اپنے ساتھ لائیں، خط کا مضمون اس طرح سے ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد النبی رسول اللہ الی خالد بن الولید سلام علیک فانی احمد
لیک اللہ الذی لالہ الا ہو اما بعد فان کتابک جاء نی مع رسولک یخبر ان بنی
الحارث بن کعب قد اسلموا قبل ان تقاتلہم واجابوا الی ما دعو تہم الیہ من
الاسلام وشہدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبده ورسوله، وان قد ہداهم اللہ
یہدہ فبشرہم انذرہم واقبل ولیقبل معک وفدہم والسلام علیک ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ۔ (۴۷)۔

محمد النبی رسول اللہ کی جانب سے خالد بن الولیدؓ کے نام سلام علیک میں تمہارے سامنے اس
اللہ کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تمہارے قاصد کے ذریعے تمہارا
مکتوب ملا جس میں بنو حارث بن کعب کے بغیر جنگ و جدل کے اسلام لانے کی اطلاع ہے اور یہ کہ ان
لوگوں نے اسلام کی دعوت کو لبیک کہا، اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور محمد ﷺ کی عبدیت اور رسالت
کی گواہی دی، اور یہ کہ اللہ نے انکو اپنی ہدایت سے نوازا ہے تم انکو خوشخبری دو اور ڈراؤ اور تم خود بھی واپس
آ جاؤ اور اپنے ساتھ ان کا ایک وفد بھی لے آؤ، والسلام علیک۔

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

چنانچہ حضرت خالد بن الولیدؓ نے بنو الحارث کا ایک وفد تشکیل دیا جس میں قیس بن الحصین، یزید بن عبد المنان، یزید بن الحجل، عبد اللہ بن قراذریادی، شداد بن عبد اللہ، نسائی عمرو بن عبد اللہ الضہابی وغیرہ شامل تھے اور اسے ساتھ لیکر خود بنفس نفیس مدینہ حاضر ہوئے، آنحضرت ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا:

من هؤلاء القوم كانهم رجال الهند یہ کون لوگ ہیں جو ہندی لگتے ہیں۔

چونکہ عرب میں ان کی شجاعت و کامرانی کا دور تک شہرہ تھا اس لیے آپ نے ان سے مزید

استفسار کرتے ہوئے پوچھا:

بم كنتم تغلبون من قاتلكم فى الجاهلية؟

زمانہ جاہلیت میں اپنے مد مقابل پر تمہارے غلبہ کے کیا اسباب تھے؟

انہوں نے جواب دیا ہم ہمیشہ باہمی اتفاق کیساتھ دشمن پر حملہ آور ہوتے تھے، اور کسی پر اپنی جانب سے ظلم کا آغاز نہیں کرتے تھے، پھر آپ نے قیس بن الحصینؓ کو ان کا امیر مقرر کیا، اور حضرت عمرو بن حزم کو بطور محصل والی اور معلم کے ان کے ہمراہ روانہ کیا، یہ لوگ شوال اور بعض روایات کے مطابق اوائل ذی القعدہ ۱۰ھ میں وطن واپس ہوئے۔

چنانچہ علامہ ابن عبد البر الاستیعاب میں حضرت عمرو بن حزمؓ کے تذکرہ میں رقمطراز ہیں:

حضور ﷺ نے ان کو اہل نجران پر عامل بنایا تھا، اور اہل نجران سے مراد بنو حارث بن کعب ہیں اسوقت اسکی عمر ستر سال تھی تاکہ یہ ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں قرآن مجید کی تعلیم دین اور ان سے صدقہ وصول کریں۔ ۱۰ھ کا واقعہ ہے۔ (۴۸)

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ:

ان کا سلسلہ نسبت قبیلہ خزرج سے ملتا ہے کنیت ابو ضحاک تھی، سترہ سال کی عمر میں انکو اہل

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

نجران کے قبیلہ بنو حارث بن کعب معلم محصل اور عامل بنا کر بھیجا گیا، نیز شریحیل بن عبد کلال، حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، قیل ذی رعین، ومعا فر وہمدان کو حضور ﷺ نے صدقات و دیات کے بارے میں جو تفصیلی مکتوب ارسال فرمایا تھا وہ انہی کے ہمراہ بھیجا گیا تھا، قیام نجران میں آپ کے یہاں ایک صاحبزادے تولد ہوئے جن کا نام حضور اقدس ﷺ کے نامی نام پر محمد اور کنیت ابوسلیمان رکھی گئی ساتھ ہی حضرت عمرو بن حزم صاحبزادے کی ولادت کی اطلاع بذریعہ خط حضور ﷺ کو بھیج دی اور اس میں مجوزہ نام بھی تحریر کر دیا چنانچہ علامہ ابن سعد لکھتے ہیں:

”حضور ﷺ نے نجران الیمن میں عمرو بن حزم کو عامل بنا کر بھیجا تھا وہاں حضور ﷺ کے عہد میں ۱۰ء میں ان کے یہاں ایک بچہ کی ولادت ہوئی آپ نے اس کا نام محمد اور کنیت ابوسلیمان رکھی، اور یہ اطلاع تحریری طور پر حضور ﷺ کو دیدی آپ نے جواب میں تحریر فرمایا بچہ کا نام محمد مناسب ہے البتہ کنیت ابو عبد الملک رکھ دو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا (۴۹)۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے مجموعۃ الوثائق السیاسیہ (۵۰) میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عمرو بن حزم کے صاحبزادے کی ولادت حضور ﷺ کے وصال سے دو برس قبل ہوئی تھی یہ بات درست نہیں اس لیے کہ مورخین بالاتفاق یہ تحریر کرتے ہیں کہ آپ کو ۱۰ء ہجری میں نجران کا عامل بنا کر بھیجا گیا تھا اور اس بچہ کی ولادت نجران میں ہی ہوئی تھی۔

ان کی وفات کے بارے میں اختلاف رائے ہے بعض اکیاون دن بعض تریپن، بعض چون دن بیان کرتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ ان کا انتقال حضرت عمر بن الخطاب کے عہد خلافت میں مدینہ میں ہوا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

- ۱۔ سیرۃ النبی ﷺ ج ۱ ص ۱۱۵۔
- ۲۔ العرب قبل الاسلام ص ۱۱۹۔
- ۳۔ معجم البلدان باب الیمن۔
- ۴۔ مخالفین مختلف کی جمع ہے یہ یعنی اصطلاح ہے جو آج کل صوبہ یا ضلع کے مترادف ہے مختلف میں متعدد بستیاں دیہات اور زرعی علاقہ شامل ہوتے تھے اور اس کا صدر مقام بھی ہوتا تھا، تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو معجم البلدان مقدمہ ص ۳۷، اور تاج العروس مادہ خلف ص ۲،
- ۵۔ تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۲۲۷۔
- ۶۔ تاج العروس مادہ یمن۔
- ۷۔ معجم البلدان باب الیمن۔
- ۸۔ العرب قبل الاسلام۔
- ۹۔ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۔
- ۱۰۔ بخاری ج ۲ ص ۶۳۔
- ۱۱۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰۔
- ۱۲۔ ترمذی کتاب التفسیر ج ۲ ص ۱۵۳۔
- ۱۳۔ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۵۹، تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۴۵۔
- ۱۴۔ الاصابہ فی تذکرۃ الصحابہ تذکرہ عبداللہ بن قیس الاستیعاب ج ۲ ص ۳۷۱۔
- ۱۵۔ واضح رہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ کا تعلق قبیلہ مذحج کی شاخ بنو عنیس سے تھا۔
- ۱۶۔ جوامع السیدہ لابن حزم ص ۸۱۔
- ۱۷۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۶۔
- ۱۸۔ شرح الزرقانی علی المواہب ج ۳ ص ۳۶۳۔
- ۱۹۔ تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو المعارف ابن قتیبہ ص ۲۷۸۔
- ۲۰۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۸۳۔
- ۲۱۔ الاصابہ تذکرہ زرعد۔

- ۲۲۔ الاصابہ والاستیعاب تذکرہ عبد العزیز۔
 ۲۳۔ نسائی ج ۲ ص ۲۵۱۔
 ۲۴۔ البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۷۶۔
 ۲۵۔ تخریر اسماء الصحابہ ج ۱ ص ۳۸۰۔
 ۲۶۔ ایضاج ۱ ص ۴۲۵۔
 ۲۷۔ ایضاج ۲ ص ۱۱۰ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۳۔
 ۲۸۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۳۔
 ۲۹۔ تخریر اسماء الصحابہ تذکرہ حوشب۔
 ۳۰۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۔
 ۳۱۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۲۔
 ۳۲۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۸۴۔
 ۳۳۔ ایضاج۔
 ۳۴۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۸۴۔
 ۳۵۔ البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۷۵۔
 ۳۶۔ سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۱۔
 ۳۷۔ مجمع الزوائد ج ۳ ص ۷۱۔
 ۳۸۔ ترمذی ج ۲ ص ۴۴۔
 ۳۹۔ البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۵۳۔
 ۴۰۔ معجم البلدان باب نجران۔
 ۴۱۔ ایضاج۔
 ۴۲۔ بخاری ج ۲ ص ۲۹۔
 ۴۳۔ البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۵۵۔
 ۴۴۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۱۔
 ۴۵۔ البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۹۵۔
 ۴۶۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۹۸۔

یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا

۴۷۔ الاستیعاب ج ۲ ص ۵۱۷۔

۴۸۔ شرح زرقانی ج ۳ ص ۳۳۳، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۷۱۔

۴۹۔ وثیقہ نمبر ۱۰۶ الف، ب۔

۵۰۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوں تجرید اسماء الصحابہ، الاستیعاب، الاصابہ اور اسد الغابہ میں تذکرہ عمرو بن حزم۔